قسط نمبر ۱۲

ہندو تہذیب اور مسلمان

از: ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

رسومات اور تقریبات

دولتمند اور غریب دونوں ہی طبقے کے لوگوں میں بچے کی ولادت بڑی خوشیوں اور تقریبات کا موقع ہوتا تھا اور اس موقع پر اپنے دستور کے مطابق بہت سی رسمیں ادا کی جاتی تھیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں ہندوستانی ماحول اور یہاں کے رسم ورواج کے اثرات اٹھارہویں، انیسویں اور بعد کی صدی میں بھی بچے کی پیدائش، شادی بیاہ اور موت سے متعلق رسم ورواج میں بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ عورت کے حاملہ ہونے اور بچے کی ولادت کے بعد سے مرنے تک جتنی بھی رسمیں ہندوستانی مسلمانوں میں مروج ہیں وہ سب کی سب ہندوانی رسمیں ہیں جن میں سے بہت سی رسمیں توجوں کی توں ہیں۔ بعض کے نام تو وہی ہیں مگر طریقے بدل گئے ہیں۔ اور بعض میں برائے نام فرق کر دیا گیا ہے اور بعض کو بہ تغیرّ نام مذہبی امور میں شامل کر لیا گیا ہے۔ مثلاً رسم تیجا ہندوؤں میں فاتحہ یا پھول مسلمانوں میں۔ اگرچہ پھول کا لفظ یہاں بھی مشترک ہے۔ کیوں کہ ہندوؤں میں پھول مردے کی جلی ہوئی ہڈیوں کو کہتے ہیں جو تیسرے روز مرگھٹ سے چن کر جمع کر لیتے ہیں اور بعد ازیں کسی متبرک ندی میں بہا دیتے ہیں۔ تمام مسلمانوں نے اسی رعایت کی مناسبت سے اس روز مردے کی قبر پر ارگجا اور پھولوں کی چادر کا بھیجنا ایک لازمی امر سمجھ کر فاتحہ سوم کا نام پھول رکھ دیا ہے۔ ارگجا ٹھیٹ ہندی لفظ ہے۔ اور خوشبو کے معنی میں مستعمل ہے۔ مسلمانوں نے برادہ صندل، مشک، کافور، عنبر، عرق گلاب وغیرہ کو ملا کر ایک مرکب تیار کیا اور اس کا نام ارگجا رکھ

دیا ہے جسے خاص تیجے کے دن ایک پیالہ میں بھر کر اور اس پیالہ کو ایک پھولوں کی بھری رکابی میں رکھ کر ہر ایک فاتحہ خواں کے آگے لے جاتے ہیں وہ ایک پھول قل ہو اللہ پڑھ کر اس پیالے کے اندر ڈال دیتا ہے اور یہ پیالہ متوفی کی قبر پر بھیج کر مع چادر رکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی رسمیں ہیں اور نیز رسمی گیتوں کا یہی حال ہے جو دونوں قوموں کی رسموں اور گیتوں کے مقابلے سے ظاہر ہوتا ہے [۱]

بالعموم بچے اور بالخصوص اولاد نرینہ کی خواہش ہر بشر میں پائی جاتی ہے۔ اور بہت دنوں تک بچے کا نہ ہونا باعث تفکرّ اور مایوسی ہوتا ہے۔ دولت مند اور غریب دونوں ہی اپنی اس خواہش کو بار آور دیکھنے کے لئے ہر طرح کے جتن کرتے ہیں اور اس کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ دواؤں کے علاوہ دعاؤں مزاروں پر منت [۲] ماننا اور نجومیوں اور جوتشیوں سے اس سلسلے میں دریافت کرنا ہندوستانی مسلمانوں میں عام تھا۔ میر حسن دہلوی نے دہلی کے بادشاہ کا حال لکھا ہے، جو اولاد نہ ہونے کے سلسلہ میں مایوس ہو چکا تھا۔ اور درویشی اختیار کرنا چاہتا تھا۔ اس کے وزیروں نے سے بہت کچھ تسلی دی۔ اور انھوں نے جوتشیوں اور پنڈتوں کو بلا کر اس سلسلہ میں ان کی رائے طلب کی ــــ میر حسن دہلوی اپنے خاص انداز میں اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں:۔

---

[۱] ملاحظہ ہو ــ رسوم دہلی (مولوی سید احمد دہلوی) مطبوعہ رام پور، ۱۹۶۵ء ص ۷۰ ــ ۳۸ ــ [۲] جہاندار شاہ اولاد کی خواہش میں صاحب کرامت درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوتا، قدمبوسی کرتا، نذریں پیش کرتا اور دعا کرنے کی استدعا کرتا۔ تذکرۃ الملوک۔ اور شاہجہاں نے خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت ہی نہیں کی تھی بلکہ اولاد نرینہ کی تمنا بھی ظاہر کی تھی اور انکی یہ تمنا پوری بھی ہوئی تھی۔

نجومی و رمّال اور برہمن — غرض یاد تھا جن کو اس ڈھب کا فن
بلا کر انہیں شہ کنے لے گئے — جونہی روبرو سب وہ شہ کے گئے
کیا قاعدے سے ٹھہر کر سلام — کہا شہ نے میں تم سے رکھتا ہوں کام
نکالو ذرا اپنی اپنی کتاب — مرا ہے سوال اس کا لکھو جواب
نصیبوں میں دیکھو تو میرے کہیں — کسی سے بھی اولاد ہے یا نہیں
یہ سن کر وہ رمّال طالع شناس — لگے کھینچنے زائچے بے قیاس
دھری تختی آگے لیا قرعہ ہاتھ — لگا دھیان اولاد کا اسکے ساتھ
جو پھینکیں تو شکلیں کئی بیٹھیں مل — کئی شکل سے دل گیا ان کا کھل
جماعت نے رمال کی عرض کی — کہ ہے گھر میں امید کی کچھ خوشی
نجومی بھی کہنے لگے درجواب — کہ ہم نے بھی دیکھی ہے اپنی کتاب
کیا پنڈتوں نے جو اپنا بچار — تو کچھ انگلیوں پر کیا پھر شمار
جنم پترہ شاہ کا دیکھ کر — تلا اور برچھیک پر کر نظر
کہا رام جی کی ہے تجھ پہ دیا — چندرما سا بالک ترے ہوئیگا[1]

بچے کی ولادت اور اس سے قبل کی رسمیں

حمل قرار پانے کے وقت سے حاملہ عورتوں کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا تھا اور تردّد اور اضطراب کو اس کے نزدیک تک بھٹکنے تک نہیں دیا جاتا تھا اور اس وقت سے بچے کی ولادت کے ایک سال بعد تک طرح طرح کی رسمیں عمل میں آتی تھیں اور تقریبات عمل میں آتی تھیں اور ان موقعوں پر رشتہ داروں اور یار دوستوں کو شریک کیا جاتا۔

ستوانسا

جب حمل کا ساتواں مہینہ شروع ہوتا تھا تو ستوانسا کی رسمیں عمل میں آتی تھیں

۱؎ مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی (نولکشور ۱۹۴۵ء) ص ۱۷ تا ۱۹

اس موقع پر میکے والے سدھوڑے لے کر آتے تھے[۱] سدھوڑ ہندی لفظ بمعنی سات کے ہے کیونکہ اس میں سات طرح کی ترکاریاں، میوے اور پکوان ہوتے تھے، اس وجہ سے اس کا یہ نام رکھ دیا گیا۔ یہ رسم بھی ہندوانہ ہے۔ پنجاب میں اس رسم کو ساتواں کہتے ہیں۔ اس موقع کی رسم کے مطابق سہاگن کو دوجیا عورت کی گود بھری جاتی تھی۔ پہلے اسے نہلاتے، رنگین لباس پہناتے، لال دوپٹہ اڑھاتے، پھولوں کا گہنا پہناتے، نئے سرے سے دولہن بناتے۔ بعد ازیں اس کی گود میں نندیں (شوہر کی بہنیں) کھانے کی سات ترکاریاں، میوہ، ناریل وغیرہ ڈالتی تھیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس کی گود بال بچوں سے ہمیشہ بھری رہے اور اس کو اچھا پھل ملے۔ گود کی ترکاری، میوہ، اور اوڑھنی اور نیگ کے روپے دولہا کی بہنیں لے لیتی تھیں اور باقی چیزیں اوروں میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ اس کے بعد نندیں ناریل توڑتی تھیں۔ اگر اس کی گری سفید نکلتی تو کہتی تھیں اجلا پھل یعنی لڑکا پیدا ہوگا[۲]

نواں ماسا جب نواں مہینہ شروع ہوتا تو دولہن کے میکے سے اس کا جوڑا، کنگھی، مسی، عطر، پھول،

---

[۱] بعض خاندانوں میں یہ رسم پانچویں مہینے ادا ہوتی تھی۔ رسوم دہلی۔ ص ۴۳ (۱)
اس کے برخلاف جعفر شریف کا بیان ہے کہ اس موقع پر عورت کے والدین اسے اپنے گھر بلاتے تھے اور ہر قسم کے عمدہ اور نفیس لباسوں میں اسے ملبوس کرتے اور لذیذ کھانے کھلواتے تھے۔ ایک نئے جوڑے سے اُسے ملبوس کرتے، عطر اور صندل سے معطر کرتے، پھولوں سے سجاتے اور گانے بجانے اور دوسرے طریقوں سے اپنی مسرت کا اظہار کرتے۔ ملاحظہ ہو "قانون اسلام" (انگریزی) ص ۱

[۲] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ ROSE. H.A: A GLOSSARY OF THE TRIBES & CASTES OF PUNJAB, (LAHORE, 1914) VOL, 1, PP. 760-? FOR DELHI: P. 762 نیز رسوم دہلی ص ۴۲-۴۳-۴۴، قانون اسلام۔ (انگریزی) ص ۱

چاندی کی نہرنی، تیل کی نقرئی پیالی، لال اوڑھنی اور اس میں سات رنگ کے میوے،[۱] بہنوں کا نیگ اور پنجیری کے روپے بھیجے جاتے تھے۔ سسرال والے پنجیری بناتے اور سب لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔ سسرال کے لوگ یعنی قریبی رشتے کی عورتیں بھی جمع ہوتی تھیں۔ اور ستواسنے کی طرح اس کی گود بھری جاتی تھی[۲]

اگر بادشاہ اور امراء کے ہاں ولادت کا موقع ہوتا تھا تو وہ لوگ رمالوں اور نجومیوں کو بلا کر وقت سعید دریافت کرتے اور انہیں انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔ اگر لڑکا پیدا ہوتا تھا تو اس کا اعلان توپ داغ کر نقارے اور سازِ موسیقی بجا کر کرتے تھے جب غربا اور دیہاتیوں کے ہاں لڑکا ہوتا تو پیتل کی تھالی بجائی جاتی تھی[۳] اور اب بھی بجائی جاتی ہے۔ میر حسن دہلوی نے ایک بادشاہ کے ہاں پسر کی ولادت کے اعلان کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے:

نقیبوں کو بلوا کے یہ کہہ دیا کہ نقار خانے میں دو حکم جا
کہ نوبت خوشی کی بجا دیں تمام خبر سن کے یہ شاد ہوں خاص و عام[۴]

۱۔ پنجیری میں خربوزہ کے بیج، شکر اور گھی کے ساتھ بھون کر میدے یا سوجی میں ملائے جاتے ہیں۔ ہفت تماشا۔ ص ۱۵۲

۲۔ A GLOSSARY OF THE TRIBES AND CASTES etc. VOL, I, P, 762
نیز ملاحظہ ہو۔ نالۂ عندلیب۔ ص ۲۱، مثنوی سحر البیان۔ ص ۲۱-۲۵ میسز میر حسن علی یہ مسلمانوں کے رسم و رواج (انگریزی)۔ جلد دوم ص۔ ۳ رسوم دہلی ص ۴۳ - ۴۴

۳۔ منوچی۔ جلد دوم۔ ص ۳۴۳، تاریخ دلکشا از بھیم سین۔ (قلمی) ص ۲۶ الف
مثنوی سحر البیان۔ ص ۲۶
OBSERVATIONS , P. 211

۴۔ مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۲۱

اس موقع پر رقص و سرود، سجاوٹ اور روشنی کا بڑا اہتمام کیا جاتا تھا۔ شہر کے تمام گانے بجانے والے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ میر حسن کا بیان ملاحظہ ہو۔

یہ مژدہ جو پہنچا تو نقار چی — لگا ہر جگہ بادلہ اور زری
بنا ٹھاٹھ نقار خانے کا سب — مہیا کر اسباب عیش و طرب
دیا چوب، کو پہلے بم سے ملا — لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا
بہم مل کے بیٹھے جو شہنا نواز — بنا منہ سے بھر کی لگا اس پہ ساز
ٹکوروں میں نوبت کی شہنا کی دھن — سگھڑ سننے والوں کو کہتی، تھی سن
سنی جھانج نے جو خوشی کی نوا — تھرکنے لگا تا لیوں کو بجا
نئے سر سے عالم کو عشرت ہوئی — کہ لڑکے کے ہونیکی نوبت ہوئی
محل سے لگا تا بدیوان عام — عجب طرح کا اک ہوا ازدھام[1]

---

[1] مثنویات میر حسن دہلوی ص ۲۱-۲۴۔ منوچی کا بیان ہے کہ "جب کسی امیر کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تھا تو تقریبات اور رقص و سرور کی محفلیں کئی دنوں تک جاری رہتی تھیں۔ قریبی رشتہ دار نومولود اور اس کے والد کو مبارکباد دینے کے لئے جمع ہوتے تھے۔ یہ لوگ نذرانہ کی کشتیاں بھیجتے تھے۔ ان میں کئی قسم کے سوکھے اور تازے میوے، شکر، مختلف رنگ کی مٹھائیاں، عرق گلاب، ہر قسم کے کھانے، تیل، ریشم اور سوتی کپڑے، اور کچھ سونے اور چاندی کے سکے ہوتے تھے۔ یہ تمام چیزیں کشتیوں میں سجی ہوئی باہر نکال کر رکھی جاتی تھیں اور باجے گاجے، رقص و سرور، روشنی، جھنڈے، ہاتھی اور گھوڑوں کے ساتھ جلوس کی صورت میں لے جائی جاتی تھیں۔ اس جلوس کے وسط میں زچہ اپنے بچے کے ساتھ ایک پالکی میں ہوتی تھی۔ یہ جلوس شہر کی تمام بڑی بڑی سڑکوں سے گزرتا تھا تاکہ لوگ اس کی شان و شوکت دیکھ سکیں۔" جلد سوم۔ ص ۱۵۰۔ نیز ملاحظہ ہو۔ منتخب التواریخ (بدایونی، اردو ترجمہ) جلد دوم۔ ص ۵۲۹

اس خوشی کے موقع پر بادشاہوں اور امیروں کی خدمت میں نذریں پیش کی جاتی تھیں۔ مبارک باددی جاتی تھی اور بادشاہ، امیروں اور دیگر خادموں کو جاگیریں تفویض کرتا اور انعام و اکرام سے نواز تا تھا۔ میر حسن دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو:

چلے لے کے نذریں امیر و وزیر — لگے کھینچنے زر کے تودے فقیر
دیئے شاہ نے شاہ زادے کے ناؤں — مشائخ اور پیر زادوں کو گاؤں
امیروں کو جاگیر لشکر کو زر — وزیروں کو الماس لعل و گہر
خواصوں کو خوجوں کو جوڑے دیئے — پیادے جو تھے انکو گھوڑے دیئے
خوشی میں کیا یاں تلک زرنثار — جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار[1]

اس موقع پر درباری شعرا اور شہر کے مشہور و معروف شاعر تہنیت نامے لکھ کر پیش کرتے اور حسب خواہش انعام و اکرام حاصل کرتے تھے[2]

ہندوؤں میں لڑکی کی ولادت منحوس سمجھی جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں میں دختر کی پیدائش پر اگرچہ غم کا اظہار نہ کیا جاتا تھا مگر خوشی کا اظہار اس پیمانے پر نہ ہوتا تھا۔ جس طرح لڑکے کی ولادت پر ہوتا تھا مگر محل کی عورتیں اس موقع پر بھی خوشیاں مناتی تھیں اور اپنی مسرت کے اظہار میں کافی روپیہ صرف کرتی تھیں[3]

---

۱ مثنویات میر حسن دہلوی۔ ص ۲۳ ؎۲ کلیات سودا جلد دوم۔ ص ۳، ۱۲ ؎۳ شاہی محل میں لڑکے کی ولادت کے موقع پر خوشیوں کی تقریبات کے لئے دیکھئے۔ منتوجی۔ جلد سوم ص ۱۵۰، اور لڑکی جلد دوم ص ۲۴۳ نیز ملاحظہ ہو۔ OBSERVATIONS ETC, PP 210-211-1 اہلیہ میر حسن علی نے لکھا ہے کہ لڑکی کی پیدائش پر بددلی کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ انہیں مناسب بر تلاش کرنے میں بڑی دقت ہوتی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ لڑکے کی ولادت سے خاندان کی عزت میں اضافہ ہوتا تھا جو لڑکی کی پیدائش سے میسر نہیں ہوتی تھی۔ OBSERVATIONS ETC.. 212

جب دردِزہ شروع ہوتا تھا تو بی بی مریم کا پنجہ لے ایک پتا جس کی شکل ہاتھ کی طرح ہوتی تھی
یک پانی کے گھڑے میں ڈال دیا جاتا تھا۔ جوں جوں ولادت کا وقت قریب آتا جاتا تھا وہ پتا
کھلتا جاتا تھا اور بچہ کے پیدا ہونے کے وقت وہ پورا کھل جاتا تھا۔ عام عقیدہ یہ تھا کہ
س سے بچے کے پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں عورت کے کمر میں تعویذ
در گنڈے بھی باندھے جاتے تھے اور کبھی کبھی شاہی روپیہ جس میں کلمہ کندہ ہوتا تھا دھو کر
سے پلایا جاتا تھا[۲]

بچے کے پیدا ہونے کے بعد بہت سی چھوٹی چھوٹی رسمیں ادا کی جاتی تھیں[۲]
پہلے بچہ کو نہلاتے تھے، پھر سر کو چاروں طرف سے دبا کر گول کر دیتے۔ سر پر رومال
ندھتے ۔۔۔ گلے میں کرتہ اور سر پر ٹوپی پہناتے اور زچہ کے پیٹ سے پٹی باندھ
یتے تھے[۳]

ذان بعد ازیں نومولود کے کان میں اذان دلوائی جاتی اور یہ رسم اب بھی جاری ہے
س موقع پر کنبہ کے لوگوں میں پان اور بتاشے تقسیم ہوتے تھے[۵]

ہد چٹانا ابوالفضل نے ہندوؤں کے ہاں بچہ کی ولادت کے ضمن میں لکھا ہے کہ
ولود کا باپ سونے کی ایک انگوٹھی سے شہد اور تیل ملا کر بچہ کو چٹاتا تھا[۶] مسلمانوں میں
س رسم کا ذکر کرتے ہوئے جعفر شریف نے لکھا ہے:

---

۱ برائے تفصیل ملاحظہ ہو: TRIBES AND CASTES, I, P 763 P.N. ۱

۲ TRIBES AND CASTES, I, P. 763

۵ رسوم دہلی۔ ص ۴۶ ۔ ۴۷ TRIBES AND CASTES I, PP 763-66

۴ ایضاً ص ۴۰۔ ۴۵ قانون اسلام۔ (انگریزی) ص ۶، رسوم دہلی۔ ص ۴۷

۶ آئین اکبری (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۲۹۰

"کچھ لوگوں (بالخصوص تعلیم یافتہ طبقے) میں یہ رسم جاری ہے کہ کوئی مقدس
اور صاحب علم شخص اپنی انگلی شہد میں ڈوبا کر یا تھوڑا سا کھجور چبا کر یا انگور کھا کر بچے کے
منھ میں ڈالتا ہے اور یہ عمل بچے کو دودھ پلانے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہو
ہے کہ اس شخص کی علمیت اور اس کا تقدس اس بچے میں تحلیل ہو جائے۔ اس رسم کو ادا کرنے کا
حضرت سرورکائنات کے نام کی فاتحہ کچھ مٹھائی اور پان کے پتوں پر ہوتی تھی۔ حاضرین او
رشتہ داروں میں اسکو تقسیم کیا جاتا تھا ؎۱

اس کے بعد بچے کو گھٹی پلائی جاتی تھی جسکے اجزا یہ ہیں۔ چھوٹی بڑی ہڑ، منقہ
باؤ بڑنگ، باؤکھمبہ، عناب، سولف، گلاب کے پھول، گلاب کا زیرہ، نرکچور
انارکلی، املتاس، مصری اور بعض لوگ بڑی چھوٹی ہڑ کے بجائے بادام
اجوائن ڈالتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اوّل دن شہد، دوسرے دن گھٹی اور تیسرے دن
دودھ پلایا جاتا تھا ؎۲

پتّی اور چھٹی | بچے کی ولادت کے تیسرے دن پتّی سے متعلق رسمیں ادا ہوتی تھیں چو
دن دادہال اور ننہال دونوں طرف کے لوگ جمع ہوتے تھے۔ اس مجلس میں رقص وسر
ہوتا تھا اور لذیذ کھانوں سے مہمانوں کی ضیافت کی جاتی تھی ؎۳

؎۱ قانونِ اسلام۔ ص ۶ نیز ملاحظہ ہو۔ مسائلہ۔ (قلمی) ص ۳ الف

؎۲ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ رسوم دہلی۔ ص ۴۷، نیز TRIBES AND CASTES I, P. 7.65
OBSERVATIONS ETC., P.213

؎۳ رسوم دہلی، "جننے کے چھ دن بعد زچہ اور بچہ کو پیسر یا بدھ کو چھٹی نہلائی جا
تھی۔ جب زچہ چوکی پر نہانے بیٹھتی ہے تو نندیں زچہ کے سر میں آٹے کا دودھ جس
ہری دوب کی پتّی یا پان کی کرچ پڑی ہوتی ہے، ڈالتی اور اپنا نیگ لیتی ہیں
(باقی اگلے صفحہ پر دیکھ

چھٹی کے دن اپنی حیثیت کے مطابق ہر طبقے کے لوگوں میں خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ بادشاہوں اور امراء کے ہاں اعلیٰ پیمانہ پر اہتمام کیا جاتا تھا۔ ایک بادشاہ کے ہاں اس تقریب کا ذکر کرتے ہوئے میر حسن دہلوی نے لکھا ہے:

چھٹی تک غرض تھی خوشی ہی کی بات — کہ دن عید اور رات تھی شب برات[۱]

مصحفی:

محل میں ہوئی جو چھٹی کی خوشی — لب بام پر کوس عشرت بجا
جو اہل طرب تھے سو آئے تمام — ہر ایک نے حبا اپنا مجرا کیا
لٹایا بہت سا وہاں سیم و زر — جو معمول تھا وہ سبھوں کو ملا[۲]

زبانی ۱۳۳ھ سے آگے) نہا دھو کر بچے کو گود میں لے، ناک میں نتھ پہن، چوکی سے اترتی ..... اور اپنے پلنگ پر آ بیٹھتی ہے۔ اس تقریب میں زیادہ تر عورتیں ہوتی ہیں ... باہر ناچ رنگ ہوتا ہے اور مبارکبادیاں گائی جاتی ہیں۔ ص ۵۴-۵۵ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ آئین اکبری جلد دوم ص ۲۹۔ اہلیہ امیر حسن علی۔ مسلمانوں کے رسم و رواج (انگریزی) ص ۲۱۲ — قانون اسلام ص ۲۳-۲۴ TRIBES AND CASTES 1, P-765-66-769-70

مولانا عبدالحلیم شرر: گذشتہ لکھنؤ۔ ص ۳۴۵

راجپوت مسلمانوں میں خاندانی برہمن "جنم پتری" اب بھی تیار کرتا ہے اور اس موقع پر ہندوؤں کی بالعموم اور راجپوتوں کی بالخصوص رسومات ادا ہوتی ہیں۔

۱ مثنویات میر حسن دہلوی۔ ص ۲۶ بقول منوچی " ولادت کے چھٹے دن آخری جشن و تقریب ہوتی ہے اس رات کو چراغاں ہوتا ہے۔ رقص و سرود کی محفل سجتی ہے اور آتشبازی چھوڑی جاتی ہے" جلد سوم۔ ص ۱۵۰، نیز ملاحظہ ہو گذشتہ لکھنؤ۔ ص ۳۴۵

۲ دیوان مصحفی (قلمی انجمن ترقی اردو علی گڑھ) صفحہ ۱۳۶ الف۔

چھوچھک: اس موقع پر زچہ کے میکے سے چھوچھک آتی تھی۔ امیروں کے ہاں باجے گاجے کے ساتھ اور متوسط طبقے کے لوگوں کے ہاں ظاہری شوبھا اور رروشن چوکی کیساتھ حسب ذیل اشیاء آتی تھیں :

سونے یا چاندی کی ہنسلی، کڑے، بچّے کے گھنگرو، چاندی کے چٹے بٹے، جھنیاں جھنجھنے، سونے کی دال، چاندی کے بنے ہوئے چاول، کرتے، ٹوپیاں، پوتڑے، دوہریاں سوزنیاں۔ گھی کے ہنڈے، مرغوں کی کھانچیاں، عقیقے کے بکرے، ان پر گوٹے کناری کی جھولیں، سینگوں پر چاندی کی سنگوٹیاں۔ اگر میکے والے نواب یا شہزادہ ہوتے تو ہاتھیوں پر چاندی کا پنگورا ورنہ کہاروں کے کندھوں پر ہنڈولا، سروں پر بچے کی پلنگڑی، مونگ اور چاول کی بوریاں بھی ہوتی تھیں [1] یہ رسم اب بھی جاری ہے اور اسی انداز سے ادا کی جاتی ہے۔ اس تقریب میں اب وہ شان وشوکت نہیں رہی جو عہد مغلیہ میں پائی جاتی تھی۔

شاہ عالم ثانی نے چھٹی کی رسم کا یوں ذکر کیا ہے۔

نند بھیوسن بیگم جان کے نانی اور نانا جیا ہلسائے
جان چھٹی، ل چاؤسوں، کھڑی نوبت چار بجاؤ لائے [2]

اس موقع پر جو گیت گائے جاتے تھے وہ گیت وہ تھے جو دیوکی جی نے کرشن کی ولادت پر گائے تھے۔ ان گیتوں کے لفظوں، خیالوں اور ڈھنگوں سے صاف ہندوانی رسموں اور عقیدوں کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک گیت ملاحظہ ہو۔

---

[1] رسوم دہلی ص ۵۴-۵۶، گذشتہ لکھنو۔ ص ۳۴۵،

TRIBES AND CASTES, I, PP 770-71

[2] نادرات شاہی۔ ص ۹۵

البیلے نے مجھے درد دیا سانولیا نے مجھے درد دیا
البیلے نے مجھے درد دیا
جائے کہو لڑکے کے باوا سے اونچی نوبت دھراؤ رے
البیلے نے مجھے درد دیا، پائیلیا نے مجھے درد دیا
جائے کہو لڑکے کے نانا سے رنگ بھری کھچڑی لاؤ رے
البیلے نے مجھے درد دیا، پائیلیا نے مجھے درد دیا
جائے کہو لڑکے کے ماموں سے ہنسلی کڑے گھڑاؤ رے
البیلے نے مجھے درد دیا، پائیلیا نے مجھے درد دیا
جائے کہو لڑکے کی خالہ سے کرتے ٹوپی لاؤ رے
البیلے نے مجھے درد دیا، پائیلیا نے مجھے درد دیا
جائے کہو لڑکے کے باوا سے بھانڈ بھگیتے نچاؤ رے
البیلے نے مجھے درد دیا، پائیلیا نے مجھے درد دیا[۱]

(باقی)

---

[۱] رسوم دہلی ص ۵۲۔ TRIBES AND CASTES, I, P 767

غیر ملکی ممبران ندوۃ المصنفین

اور

خریداران برہان سے ضروری گذارش

ممالک غیر اور پاکستان کے ممبران ادارہ اور خریداران برہان سے گذارش ہے کہ آپ کی خدمت میں دفتر سے فیس ممبری اور برہان کا بدل اشتراک (چندہ) کی ادائیگی کے لئے یاددہانی کے خطوط ارسال ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ارسال کئے جا رہے ہیں امید ہے کہ جناب ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے برٹش پوسٹل آرڈر یا ممکن ہو تو بنک کے ذریعہ واجبات ارسال فرمائیے۔ پاکستان کے ممبران۔ ادارہ شیخ مبارک علی صاحب اندرون لوہاری گیٹ لاہور سے رجوع فرما کر ممنون فرمائیں

نیازمند

محمد ظفر احمد خاں منیجر برہان دہلی